NOS\NOTE2.tif not found.

9

امتیاز علی تاج

مصنف کا تعارف

امتیاز علی تاج کی پیدائش ۱۹۰۰ء میں ہوئی۔ ستر سال کی عمر میں ان کا انتقال ۱۹۷۰ء میں ہوا۔

طنز و مزاح اور ڈرامہ نگاری میں امتیاز علی تاج کا نام سر فہرست ہے۔ انہوں نے اردو زبان میں بچوں کے لیے دلچسپ کہانیاں اور مزاحیہ فیچر لکھے ہیں۔ مثلاً ''چچا چھکن نے تصویر ٹانگی''۔ ''چچا چھکن نے تیمارداری کی'' یہ انہیں کا اک مزاحیہ فیچر ہے جو ڈرامہ کے انداز پر ہے۔ انہوں نے اپنی ادبی زندگی کی ابتداء بچوں کے ادب سے کی۔ وہ کافی عرصہ تک رسالہ ''پھول'' جو لاہور سے شائع ہوتا تھا اس کے ایڈیٹر رہے۔ یہ رسالہ ان کے والد ممتاز علی تاج نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے خیال سے جاری کیا تھا۔ امتیاز علی تاج اپنی تحریروں کے ذریعہ ہنسی ہنسی میں بڑے کام کی باتیں بتا جاتے ہیں۔ مختلف موضوعات پر بچوں کے لیے کہانیاں لکھنے پر ان کو عبور حاصل تھا۔ انہوں نے نہ صرف بچوں کے لیے کہانیاں اور ڈرامے لکھے ہیں بلکہ عورتوں کے لیے بھی اخلاقی اور اصلاحی کہانیاں لکھ کر شہرت حاصل کی ہے۔

اگرچہ امتیاز علی تاج نے بچوں کے لیے بہت کچھ لکھا ہے لیکن ان کی شہرت کو چار چاند لگانے والی تصنیف ''انارکلی'' ہے اس کے علاوہ انہوں نے ''گونگی جورو'' ''چچا چھکن'' اور ''کمرہ ۵'' ڈرامے لکھے۔ امتیاز علی تاج کو مغلیہ عہد کی درباری زبان، آداب و لہجہ سے پوری طرح واقفیت تھی۔

ڈرامہ ''انارکلی'' ان کا ادبی شاہکار ہے جس میں انارکلی اور شہزادہ سلیم کی عشقیہ داستان کو ڈرامہ کی شکل میں پیش کیا ہے۔ مزکورہ بالا دونوں مزاحیہ فیچر کے علاوہ ''چچا چھکن نے دھوبن کو کپڑے دیئے''۔ ایک بہترین مزاحیہ فیچر ہے۔ ان تینوں مزاحیہ فیچر میں چچا چھکن کا کردار نا قابلِ فراموش ہے۔ جس کا اندازہ آپ کو اس سبق سے ہو جائے گا۔

NOS\NOTE1.tif not found.

مقاصد

آپ اس سبق کو پڑھنے کے بعد:

- امتیاز علی تاج کی ادبی حیثیت اور زندگی کے متعلق معلومات حاصل کرسکیں گے؛
- الفاظ اور محاوروں کے معنی سمجھ کر انہیں اپنے جملوں میں استعمال کرسکیں گے؛
- امتیاز علی تاج کے اسلوب تحریر سے آگاہ ہوسکیں گے؛
- سبق میں آئے ہوئے مزاحیہ جملوں کے ذریعہ آپ نہ صرف لطف اندوز ہوں گے بلکہ نثری صنف طنزومزاح کے مفہوم کو بھی سمجھ سکیں گے۔
- تیمارداری کے مفہوم اور طریقے کو سیکھ سکیں گے اور اپنے اندر کسی بیمار کی تیمارداری کرنے کا جذبہ پیدا کرسکیں گے۔

9.1 اصل سبق

آیئے اب ایک بار پورا سبق پڑھ لیں۔

چچا چھکن نے تیمارداری کی

کردار:

چچی

ننھا چچا کا چھوٹا لڑکا

ماما

امامی نوکر

چچا

چھٹن چچا کا منجھلا لڑکا

پہلا حصہ

دالان میں ایک چارپائی پر للو لیٹا ہے۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مہینوں سے بیمار ہے۔ سرہانے چچی بیٹھی اس کا سر دبا رہی ہیں۔ دو تین بار اٹھنے کی کوشش کرتی ہیں مگر للو فوراً اٹھنے لگتا ہے۔ چارپائی کے پاس تپائی پر گلاس، پیالی،

NOS\NOTE2.tif not found.

دوا کی شیشیاں اور گھڑی رکھی ہے۔ بائیں جانب ایک نعمت خانہ ہے۔ ذرا آگے کو گھڑونچی پر گھڑا ہے جس پر ایک کٹورا رکھا ہے وہیں پاس ایک لوٹا اور بالٹی فرش پر رکھے ہیں۔ پیچھے دیوار کے پاس ایک میز پر پائیدان اور پانوں کی ٹوکری رکھی ہے۔ زمین پر اگالدان رکھا ہے۔ دائیں ہاتھ کا دروازہ باورچی خانے اور بائیں کا چچا کے کمرے میں کھلتا ہے۔

ماما : (باورچی خانے سے) بیوی دال دے جائیں کہ میں بین لیتی نہیں تو کرکل رہ جائے گی۔

چچی : ابھی آئی بڑی بی، یہ للوا ٹھنے بھی تو دے۔

ماما : (اندر آتی ہے) بیوی چابی دے دیجئے میں خود نکال لے لیتی ہوں ورنہ دیر ہو جائے گی اور دال کھانے تک گل پائے گی۔ صبح سے یہ وقت آ گیا ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہوں۔

چچی : بڑی بی آخر تم ہی کہو، کیا کروں، گھر اٹھاؤں، ہنڈیا چولھا کروں، بچے سنبھالوں یا بیمار کی پٹی سے لگی بیٹھی رہوں (للو سے) میرے چاند میں ابھی آئی۔ ذرا بڑی بی کو دال نکال کر دے آتی۔

ننھا : نہیں اماں مت جا۔

چچی : میں ابھی آئی میرے لال (اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ ماما سے) چلو تمہیں تو نبٹا ہی دوں۔ پھر دیکھا جائے گا (داہنے ہاتھ کے دروازے سے جاتی ہیں)

ماما : (للو ٹھنکنے لگتا ہے) میاں ابھی آتی ہوں گی اماں (للو کی بلائیں لے کر) میں صدقے گئی اپنے میاں کے۔ دیکھوں تو کیسا ستُ گیا ہے منہ (للو ٹھنکتا ہے) روؤمت میاں دل ہلکان ہو جائے گا۔

ننھا : اماں پانی (چچی دال کی تھالی ہاتھ میں لے آتی ہیں)

چچی : لو بس آ گئی۔

ننھا : اماں پانی۔

چچی : ابھی لائی (تھالی ماما کو دیتے ہوئے) لو بڑی بی اچھی طرح بین لینا۔ اب کے دال ایسی لائے ہیں جیسے گھوڑے کا دانہ۔ خدا جانے گلے گی بھی یا نہیں (ماما دال لے کر چلی جاتی ہے)

ننھا : پانی۔

چچی : (جلدی سے جا کر پانی لاتی ہیں) لو میرے لال (پانی پلانے کے بعد پائینتی پر بیٹھ جاتی ہیں اور تولیہ اٹھا کر للو کے پاؤں میں جھانواں کرتی ہیں)

امامی : (چچا کی پانوں کی ڈبیہ لے کر آتا ہے اور چچی کے پاس جا کر) میاں نے ڈبیہ بھیجی ہے اور کہا ہے خوب اچھی طرح بھر دیں۔ میں ذرا باہر جا رہا ہوں۔

چچا : (باہر سے) امامی او بے امامی بٹوے میں چھالیا اور تمبا کو بھی بھروا لینا۔

بنی لیتی: چُن لیتی

کرکل: کنکر وغیرہ

ست: کمزور، دبلا، پریشان

جھانواں: بخار کم کرنے کے لیے کپڑے سے پیر کے تلوے کو ہلکے ہلکے رگڑنا

NOS\NOTE1.tif not found.

چچی : (امامی سے) بس آ گئے جرنیلی حکم لے کر۔ میں خود پریشان ہوں۔ مجھ سے نہیں بھری جاتی ڈبیا۔ لے جا اٹھا کر پاندان۔ بھرتے رہیں گے۔ آپ ہی۔ ہونہہ۔

امامی : بہت خوب (پاندان اٹھا کر بائیں دروازے سے چلا جاتا ہے)۔

چچا : (اندر آ کر) وہ پاندان بھیج دیا تم نے۔

چچی : (غصے کو ضبط کرتے ہوئے) تو اور کیا بیمار کی چارپائی اٹھوا کر بھیجتی۔

چچا : تم تو ہر سیدھی بات کا جواب الٹا دیتی ہو۔ مزاج ہی نہیں ملتا کسی وقت جناب کا۔

چچی : تمہیں خدا کا خوف نہیں کہ آج بچے کو بیمار ہوئے آٹھواں دن ہے بخار ہے کہ کسی وقت پیچھا نہیں چھوڑتا۔ رات یونہی آنکھوں میں کٹتی ہے، پھر ایک دن نہ دو دن آٹھ دن ہو گئے۔ ذرا دیکھنا تو بچے کی حالت، نیک بخت بالکل ہڈی چمڑا ہو رہا ہے۔ (پھر جھانواں کرنے لگتی ہے)

جرنیلی: سخت حکم

ہڈی چمڑا ہونا: بہت کمزور ہونا، دبلا ہونا

چچا : بھئی میعادی بخار تو اسے ہی کہتے ہیں۔ یہ تو اپنی میعاد پوری کر کے ٹلے گا۔

چچی : تو یہی تو میں کہہ رہی ہوں کہ آج آٹھواں دن تھا۔ خیال تھا کہ آج ٹوٹ جائے گا۔ مگر آج کا دن بھی صاف نکل گیا۔ ایک اور ہفتہ پہاڑ کی طرح سر پر کھڑا ہے۔

چچا : (للو سے اپنا پیٹ کھجاتے ہوئے) کیوں بے یار للو؟ راوی چین لکھتا ہے۔ بڑے ٹھاٹھ سے کروا رہے ہو جھانواں میرے استاد۔ یہ کہو تم اٹھتے کب ہو؟

چچی : (غصے سے بیتاب ہو کر) جلدی اٹھ بیٹھ بیٹے۔ ابا فکر کے مارے دبلے ہوئے جا رہے ہیں۔

چچا : (تاب نہ لاتے ہوئے) یعنی آپ سمجھتی ہیں کہ آپ کے سوا کسی کو بچے کی فکر ہی نہیں۔

چچی : (روکھی ہنسی ہنستی ہیں) یہ تو وہی مثل ہوئی کہ چور کی ڈاڑھی میں تنکا۔

چچا : (غصے میں) بڑا تیر مارا کہ روز تیمارداری کر لی۔ سمجھ بیٹھیں کہ، ہمچومن دیگرے نیست جناب نے تو ایک بچے کی تیمارداری کی ہے میں بیسیوں جوانوں کی تیمارداری کر چکا ہوں۔

چچی : اس میں شک کسے ہے۔

چچا : اور اب بھی میں نے زیادہ دخل نہیں دیا۔ اور دل مار کر چپکا بیٹھا رہا تو کسی خیال سے۔

چچی : ذرا میں بھی تو سنوں۔

چچا : بس تمہارے لیے، کہ بھئی ماں ہے۔ اسے بچے کی مامتا ہے۔ جو جی چاہے کر لینے دو۔ ورنہ مجھے کب گوارا تھا کہ بیمار بچے کو تمہارے ہاتھ میں چھوڑ دیتا۔

چچی : ایسا پتھر دل پر رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔

چچا : لیجیے یک نہ شد دو شد۔ بھئی کہہ تو دیا کہ تمہارے خیال سے میں الگ الگ رہا۔ ورنہ۔

چور کی داڑھی میں تنکا: محاورہ مجرم کو اپنے کیے پر ہر لمحہ یہ خوف رہتا ہے کہ میرے عمل سے کسی کو شک نہ ہو جائے۔

ہمچومن دیگرے نیست: ہمارے جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے

دل مار کر چپکا بیٹھا: برداشت کر کے

یک نہ شد دو شد: ایک مصیبت تو تھی ہی دوسری اور آ پڑی

NOS\NOTE2.tif not found.

چچی : (سر پھیر کر) بس رہنے دو۔ کبھی اتنی توفیق تو ہوئی نہیں کہ گھڑی دو گھڑی آکر بیمار کے پاس بیٹھ جائیں۔ آجاتے ہیں صبح شام ناک پر دیا جلانے اُتر گیا بخار؟ کیا بات اب تک اُترا کیوں نہیں؟ او ہو یہ کریں گے تیمارداری۔

چچا : ''دیکھو بیوی ہم وشنام سن لیں گے مگر طعنہ سننے کی ہمارے دل میں جان نہیں''

چچی : ''ایسے ہی نکیلے ہیں۔''

چچا : آپ جب بات کرتی ہیں اس طرح کرتی ہیں گویا مجھ سے شادی کر کے آپ نے صرف میرے نہیں بلکہ میری سات پشت پر احسان کیا ہے۔

چچی : احسان نہیں کیا تو اور کیا کیا۔ جیسے مل ہی تو جاتی مجھ سی بیوی۔

چچا : ملنے کو کیا بیویوں کا کال پڑا ہے۔

چچی : تو پھر روکا کس نے۔

وشنام: گالی

ہمارے دل میں جان نہیں ہے: ہمارے پاس ہمت نہیں

سات پشت: سات نسلوں پر یعنی باپ دادا پر

کال: قحط، کمی

دوسرا حصہ

چچا : ڈپٹی صاحب نے مہینوں میرے ابا کی خوشامدیں کیں۔ دوست، یاروں سے کہلوایا۔ نواب صاحب بیچارے اسی تمنا میں مرگئے کہ ان کی بیٹی سے ہماری شادی ہو جائے۔ مگر وہ تو یہ کہو کہ ابا مرحوم آپ کے والدین کو زبان دے چکے تھے ورنہ قیامت تک نہ ہوتی تم سے شادی۔

چچی : اجی ایسے ہی تیس مار خاں تھے آپ۔

چچا : جی تیس مار خاں نہ تھے تو ایسے کوئی گھس کھدے بھی نہ تھے۔ اجی ایک ڈپٹی صاحب اور نواب صاحب پر کیا موقوف، ہم جدھر سے نکل جاتے لوگ بیٹیاں دینے کو تیار ہو جاتے تھے۔

چچی : گویا یوسف ثانی تو آپ ہی ہیں۔

چچا : جائیے جائیے۔ جا کر اپنا باورچی خانہ سنبھالیے۔ میں آپ کرلوں گا تیمارداری۔ کوئی بات ہے بھلا! (کچھ سوچ کر) اور جناب ایسی کچھ بری صورت بھی نہیں ہماری۔

چچی : خیر وہ تو سب کو دکھتی ہے۔ مگر جو آتی وہ چولھا ہنڈیا نہ کرتی اور نہ تمہارے بچوں کے پیچھے اپنی جان ہلکان کرتی۔

چچا : تو جائیے آپ باورچی خانے میں تشریف لے جائیے۔ اور چولھا ہنڈیا کیجئے۔ میں کرلوں گا بچوں کی دیکھ بھال۔

چچی : کیا کروں پتھر تلے ہاتھ ہے۔

چچا : جی صرف آپ ہی کا ہے اور ہم تو غیر ہیں۔ ہمیں تو جیسے بچے سے کوئی لگاؤ ہی نہیں۔

چچی : ڈاکٹر صاحب نے کہہ رکھا ہے کہ ایک سے زیادہ تیماردار بچے کے پاس نہ رکھیے۔ گھر میں شور و غل نہ ہو، ورنہ مجھے انکار نہیں یہ ارمان بھی نکال لو۔

زبان دے چکے تھے: وعدہ کر چکے تھے

گھس کھدے: حقیر، معمولی

یوسف ثانی: حضرت یوسف علیہ السلام تو حسن میں یکتا تھے ہی آپ اپنے کو دوسرا یوسف سمجھے ہیں

چولھا ہنڈیا: گھر گرہستی کے کام

پتھر تلے ہاتھ ہونا: کسی وجہ سے مجبور اور بے بس ہونا

NOS\NOTE1.tif not found.

چچا : تو تم ایک تیماردار ہو اور میں ایک سے زیادہ ہو گیا۔

چچی : تو اور کیا۔

چچا : وہ کیسے؟

چچی : اس لیے کہ گھر بھر کو اکٹھا کر لو گے، اور وہ غل۔

چچا : اور تم جیسے چپ شاہ کا روزہ رکھے بیٹھی رہتی ہو۔

چچی : چپ شاہ کا روزہ نہیں رکھتی تو سب کو پکار پکار کر گھر بھر کو سر پر اٹھاتی۔

چچا : (بگڑ کر) بہت اچھا جایئے۔ مودے اور امامی اور بندو کو بھی باورچی خانے میں گھٹنے سے لگا کر بٹھا رکھیے۔ میں ان کے بغیر بھی دکھا دوں گا کیونکر کرتے ہیں تیمارداری۔

چچی : (فوراً اٹھ کھڑی ہوتی ہیں اور تولیہ چچا کے ہاتھ میں دیتے ہوئے) لو یہ رہا تولیہ (دائیں ہاتھ کے دروازے سے باہر چلی جاتی ہیں)۔

چچا : ہائیں (کبھی بے کسی سے تولیے کو دیکھتے ہیں کبھی للو کو۔ پھر دائیں ہاتھ کے دروازے کو۔ پھر للو سے) دیکھتا ہے ان کی باتیں۔ سمجھتی ہیں بس انہیں کو کرنی آتی ہے تیمارداری۔ اور سب تو اپاہج ہیں۔

ننھا : (ٹھنک ٹھنک کر) اماں، اماں۔

چچا : اماں چلی گئیں تو کیا۔ ہم جو ہیں۔

ننھا : اماں، اماں۔

چچا : کیوں بھئی کیا بات ہے ہم کیے دیتے ہیں جھانواں، اماں ہی آ کر کون سا تیر ماریں گی۔ تو جھانواں کریں اپنے بیٹے کے؟

(للو منہ سے کچھ نہیں کہتا۔ سر ہلا دیتا ہے)

ہم آپ کریں گے اپنے بیٹے کے جھانواں (تکلف سے پائینتی پر بیٹھتے ہیں۔ دو چار پینترے بدلنے کے بعد ذرا اطمینان ہوتا ہے) لو بھئی ہم تو کرتے ہیں جھانواں اور تم کرو باتیں۔

(تولیے کی گدی بناتے ہیں۔ کئی طریقوں سے ہاتھ کی حرکت کے ساتھ ساتھ منہ بھی ٹیڑھا کر رہے ہیں)

چچا : یہ چپ سادھنے کی شرط نہیں (تولیہ ٹھیک کرتے ہیں۔ یوں تمہارا دل گھبرا جائے گا (پھر تولیہ درست کرتے ہیں) باتیں کرنی ہوں گی ہم سے (تولیہ تہہ کر کے) ہاں! اچھا یہ بتاؤ تم کھاؤ گے کیا؟ (تولیہ تہہ کرنے کے بعد بڑے اطمینان اور فخر سے اسے دیکھتے ہیں) اب بنی گدی جھانوے کی۔ جناب اسے کہتے ہیں گدی۔ کبھی دیکھی بھی نہ ہوگی۔ بیگم صاحبہ نے۔

(چچا بڑے زور و شور سے جھانواں کرنا شروع کرتے ہیں گویا پالش کر رہے ہیں۔ امامی کٹورے میں پانی لینے

چپ شاہ کا روزہ رکھنا: خاموشی اختیار کرنا

گھٹنے سے لگا کر بیٹھانا: اپنے قریب رکھنا

کون سا تیر ماریں گی: کون سا کمال کر لیں گی

آتا ہے)

چچا : کیوں بے امامی دیکھا جھانواں کرنا اسے کہتے ہیں۔ یوں نہیں جیسے تمہاری چچی کرتی ہیں، معلوم ہوتا ہے مکھیاں اُڑا رہی ہیں۔ ذرا پانی تو پلا۔

امامی : (پانی لا کر دیتا ہے) لو۔

چچا : کٹورا وہیں گھڑے پر رکھ دے۔ کہیں ادھر ادھر مت رکھ دینا۔
(پھر زور زور سے جھانواں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ امامی ان کی اس حرکت کو دیکھ کر مسکراتا ہے۔)

چچا : پاجی کہیں کا بدتمیز۔ (جھانواں زور سے کرتے ہیں۔) جائیے یہاں سے (امامی جاتا ہے) اب مزا آیا ہوگا جھانویں کا (تیزی میں یہ فقرہ گیت کی تانیں سنائی دیتی ہیں) بڑی محنت کا کام ہے (پینترا بدل کر) ایک طرح کا فن ہے۔ بہت آرام ملتا ہے مریض کو (ہاتھ آہستہ آہستہ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اپنے بائیں ہاتھ سے اپنے داہنے بازو کو دباتے ہیں)

ننھا : اُوں اُوں (گویا کہہ رہا ہے ہاتھ مت روکو)

چچا : لو بھئی لو (پہلا سا جوش و خروش نہیں) دیکھا! (ذرا دیر کے بعد اٹھنا چاہتے ہیں) بس۔

ننھا : (ٹھنک کر) اُوں اُوں۔

چچا : (پھر بیٹھ جاتے ہیں اور جھانواں کرتے ہیں۔ ادھر ادھر دیکھتے ہیں۔ اٹھنے کا بہانہ تلاش کر رہے ہیں) بھئی پیاس تو نہیں لگی؟

ننھا : (ٹھنکتا ہے) اوں۔

چچا : تو پانی لاؤں (للو خاموش ہے۔ چچا ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔) اچھا انار کے دانے لاؤں (کھڑے ہو جاتے ہیں)

ننھا : (ٹھنک کر) اوں (چچا پھر بیٹھ جاتے ہیں)

چچا : ارے ہاں للو، وہ جو تو نے پودا لگایا تھا نہ کیاری میں اس میں رنگ برنگ کے پھول کھلے ہیں۔ لا کر دکھا دوں؟ (للو خاموش ہے)

(چچی اندر آتی ہیں۔ جنہیں دیکھتے ہی چچا جھانواں کرنا شروع کر دیتے ہیں اور کنکھیوں سے چچی کو دیکھتے ہیں۔ چچی چچا کی طرف نہیں دیکھتیں۔ گھڑے میں پانی انڈیل کر پلٹتی ہیں اور پھر دائیں دروازے سے باورچی خانے میں چلی جاتی ہیں۔ چچا مایوس ہو جاتے ہیں)

چچا : ہونہہ۔ معائنہ فرمانے تشریف لائی ہیں۔ گویا (للو سے) کیوں بے یار ہم تمہاری اماں سے اچھا جھانواں کرتے ہیں نا؟

NOS\NOTE1.tif not found.

ننھا : اوں (کروٹ بدلتا ہے)۔

چچا : بھلا بیگم صاحبہ کیا جانیں جھانواں کرنا۔

(تھوڑی دیر کے بعد ہاتھ پھر رک جاتا ہے کبھی ایک ہاتھ سے کبھی دوسرے سے باری باری اپنے بازو کو دباتے ہیں۔ پھر اپنی پنڈلیوں پر مکے مارتے ہیں۔ گویا سوئے ہوئے پاؤں کو جگا رہے ہیں)۔

ننھا : اماں، اماں۔

چچا : (للو کو چپ کرنے کی کوشش کرتے ہیں) ابھی کرتے ہیں اپنے بیٹے کے جھانواں (جھانواں کرتے ہیں) بس بھئی زیادہ جھانواں نہیں کرتے ضعف ہو جاتا ہے۔

چھٹن : (اندر آ کر) ابا کیسے ہو جاتا ہے ضعف؟

ضعف: کمزوری

چچا : پاجی! مریض کو اور کیا مجھے (یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور آرام کرسی پر دراز ہو جاتے ہیں۔ تیمارداری کا جوش ٹھنڈا پڑ چکا ہے۔ منہ بنا بنا کر اپنے ہاتھ دباتے ہیں)

چھٹن : ابا تھک گئے، پاؤں دبا دوں؟

چچا : (کھسیانے ہو کر غصے میں) تختی لکھ لی۔ آموختہ دہرایا۔ نالائق کہیں کا۔ سال بھر ہو گیا۔ مولوی صاحب سے پڑھتے ہوئے ابھی تک لکھنا نہیں آیا۔ بس کام نہ کرنے کا کوئی بہانہ چاہیے۔ پاؤں دبا دوں۔ چل یہاں سے جا کر اپنی کتاب پڑھ۔

آموختہ: پچھلا سبق دہرانا

(چھٹن منہ بسورتا ہوا چلا جاتا ہے۔ چچا ٹانگیں پھیلا کر تھکن اتارتے ہیں)

چچا : سو گئے للو۔ للو بھیا۔ اے للو، او للو۔ نیند آ گئی کیا؟ اچھا سو رہو۔

امامی : (اندر آتا ہے) بیگم صاحبہ کہہ رہی ہیں، سونے نہ دینا۔ سرہانے میز پر دوا کی شیشی رکھی ہے۔ ایک خوراک دے دو۔

چچا : کسے دے دوں۔

امامی : للو کو۔

چچا : لاؤ ہم دیتے ہیں اپنے للو کو دوا۔ اس میں ایسی کون سی بڑی بات ہے (دوا دینے کو اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ شیشی کو غور سے دیکھ کر خوراکیں گنتے ہوئے) گویا پوری پانچ خوراکیں ہیں اس میں۔ کیوں بے امامی اور اس میں سے ایک خوراک دینا ہے۔ پوری ایک۔ ناپ کر ٹھیک ہے نا؟

امامی : جی میاں۔

چچا : ایک وقت میں مریض کو صرف ایک خوراک دی جاتی ہے (ایک ہاتھ میں پیالی ہے دوسری میں شیشی۔ ادھر ادھر دیکھتے ہیں۔ پھر شیشی ٹھوری کے نیچے دبا کر کاک نکالتے ہیں۔ بے خیالی میں کاک سے گویا دوا پیالی میں انڈیل

NOS\NOTE2.tif not found.

رہے ہیں۔ پھر چونک کر) لاحول ولا قوۃ (کنکھیوں سے امامی کو دیکھتے ہیں۔ جوللو کی مکھیاں جھل رہا ہے۔ پھر چندھیا کر خوراک کا نشان پڑھتے ہیں) کم بختوں کو کبھی کام کرنے کا سلیقہ نہ آیا۔ بڑے حسین نشان لگائے ہیں۔ گدھے کے بچے۔

امامی : میاں!

چچا : (بوند بوند دوا انڈیلتے ہیں۔شیشی اتھل جاتی ہے) ذرا دیکھ تو امامی (شیشی دکھا کر) نکل آئی نہ ایک خوراک۔

امامی : (شیشی تھام کر) میاں یہ تو ڈیڑھ نکال لی آپ نے۔

چچا : (عینک اتار کر شیشی لیتے ہوئے) دیکھو تو۔اجی میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ سب نشان غلط لیں (عینک لگا کر) تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ آدھی خوراک واپس شیشی میں لوٹنی ہوگی۔ کیوں امامی کیا رائے ہے۔

امامی : لوٹ دو میاں۔

چچا : (پیالی کو شیشی کے ساتھ لگاتے ہوئے پھر سوچ کر) اونہہ ہونہہ میں نے کہا امامی۔اگر ہم آدھی خوراک جو زائد ہے بجائے شیشی میں لوٹنے کے پھینک دیں تو کوئی حرج تو نہیں؟

امامی : کوئی حرج نہیں میاں۔شیشی میں تو ابھی ساڑھے تین خوراک اور ہے۔

چچا : یہی تو ہم کہتے ہیں (پیالی لے کر دوا کو پھینکنے لگتے ہیں) آں ہاں! نہیں بھائی اگر آدھی خوراک سے زیادہ پھک گئی تو حساب کتاب گڑ بڑ ہو جائے گا۔تم جانو دوا کا معاملہ نہایت نازک ہوتا ہے۔بس مریض کی زندگی دوا اور دعا پر ہی تو ہے۔باقی جھانواں وانواں سب مہمل ہیں۔ کیوں بے امامی؟

مہمل: بے معنی، بے مقصد

امامی : جی میاں۔

چچا : اچھا تو اب تو کھڑا رہیو۔ ہلیو مت۔ میں ابھی آدھی خوراک شیشی میں واپس لوٹے دیتا ہوں۔بس ذرا ہاتھ کی صفائی چاہیے تم ہلنا جلنا مت۔

امامی : جی میاں (امامی دم سادھے کھڑا ہے اور چچا کو دیکھ رہا ہے)

دم سادھے: بالکل خاموش

چچا : یار امامی اپنا تو یہ خیال ہے کہ ایسے ایسے کام مرد بہت اچھے کرتے ہیں۔ یہ عورتوں کے بس کا روگ نہیں (پیالی شیشی کے منہ کو لگا کر) بس تھوڑی دیر اور یوں ہی دم سادھے رہیو۔میرا بھیا۔

بس کا روگ: بس کا کام

امامی : میاں۔

چچا : اور بس دیکھتا جا (پیالی سے شیشی میں دوا انڈیلتے ہیں۔ دوا باہر بہہ جاتی ہے۔) اصل میں بات یہ ہے کہ اس پیالی میں چونچ نہیں۔ ورنہ تو دیکھتا کہ میں کس صفائی سے لوٹتا دوا (پیالی کے اندر دوا کو دیکھ کر) میرے خیال میں جو دوا پیالی میں رہ گئی ہے وہ بھی شیشی میں ہی لوٹ دیں۔اور پھر نکالیں نئے سرے سے ایک خوراک۔ کیوں کیسی کہی؟

امامی : بہت ٹھیک۔

NOS\NOTE1.tif not found.

چچا : ہے نا (اب جو باقی دوا انڈیلتے ہیں تو ساری دوا بہہ جاتی ہے)

چچی : (باہر سے) اے میں نے کہا۔ دوا پلا دی؟

چچا : بس یہی سمجھو۔

چچی : (باہر سے امامی تو وہاں کھڑا کیا کر رہا ہے۔ لے یہ انار کے دانے لے جا۔

چچا : یا میں خود لاؤں؟

(گھبرا کر) نہیں نہیں (امامی سے) جا بے جلدی سے (بیوی سے) نہیں یہ آیا امامی (امامی سے) ذرا جانا میرے بھیا لپک کر۔

امامی : (چچا کی گھبراہٹ دیکھ کر ہنستا ہے) ہی ہی۔

چچا : بدتمیز کہیں کا۔ ہنستا کا ہے پر؟ اور یہ کیا موقع تھا ہنسی کا؟ پیٹ پیٹ کر اُلو کر دوں گا پاجی کو۔

چچی : (باہر سے) ارے بھئی کب تک لیے بیٹھی رہوں یہ نگوڑے انار کے دانے۔

نگوڑے: عورتوں کی ایک گالی ہے

امامی : ابھی آیا (گھبراہٹ میں پہلے دائیں کو پھر بائیں کو چلا جاتا ہے)

تیسرا حصہ

چچا : (غصے میں) ہونہہ ہر آدمی اس گھر کا اپنے آپ کو بقراط سمجھتا ہے اور گویا ہم تو۔

بقراط: ایک مشہور حکیم کا نام

چچی : (باہر سے) ارے او پاجی (چچا چونکتے ہیں) آئے گا بھی کہ نہیں۔

امامی : (بائیں سے اندر آتا ہے) ابھی آیا (دائیں دروازے سے باہر جاتا ہے)

چچا : (ہاتھ پونچھ پانچھ کر شیشی کو دیکھتے ہیں) بس اب لو ایک خوراک۔

امامی : (پرچ میں انار کے دانے لیے اندر آتا ہے) یہ لو میاں انار کے دانے۔

چچا : دیکھتا نہیں کام کر رہے ہیں اندھا کہیں کا۔ ''یہ لو انار کے دانے'' رکھ دے میرے سر پر۔ پاجی بدتمیز۔

امامی : اجی میں تو۔

چچا : میں تو کیا، دیکھتا نہیں کس مشکل میں ہیں ہم۔ اب آدھی خوراک سے آدھی خوراک تک دوا نکالنا ہے۔ اور آپ آ گئے انار کے چار دانے لے کر۔ گویا بڑا کارنامہ کیا (رازداری کے لہجے میں) سن تو امامی اگر آدھی خوراک ضائع کر دی جائے اور اگلی پوری خوراک صاف صاف نکال کر مریض کو پلا دی جائے تو......

امامی : بہت ٹھیک رہے گا میاں۔

چچا : ہم تو پہلے ہی کہتے تھے مگر کوئی سنے بھی ہماری (آگے فٹ لائٹ کے پاس آ کر تھوڑی سی دوا گرا دیتے ہیں۔ پھر واپس جا کر بڑی احتیاط سے ایک خوراک نکال کر) دیکھا میرے یار اسے کہتے ہیں ہاتھ کی صفائی بیگم صاحب

NOS\NOTE2.tif not found.

قیامت تک نہ کر سکتیں۔ یہ حساب کتاب اور دعوے دیکھو مسیحائی کے۔

امامی : جی۔

چچا : (للو سے) اے للو، بھیا لو دوا پی لو (للو خاموش ہے) اماں انار کے دانے بھی ہیں اور......

ننھا : (ٹھنک کر) ہم نہیں پییں گے دوا۔

چچا : (چمکار کر) بس بس میرا بیٹا۔ ابھی لاویں گے ایک موٹر اور ایک لٹو اور جناب دو پہیئے کی سائیکل۔

ننھا : ہم نہیں پییں گے۔

چچا : سن تو للو۔ ارے وہ پتنگ آئی ہے۔ اور جناب من ہم نے تمہارے لیے ڈور کی پوری ریل منگوائی ہے۔ اور سن لو گلشن سے کہا ہے کہ ایک درجن رنگ برنگ کی کنکیاں بنا کر لائے۔ بس ادھر تم اچھے ہوئے اور ادھر پیچ لڑانے کا سامان ہوا۔

کنکیاں: پتنگیں

امامی : (للو سے) میاں پی لو دوا۔ پھر ہم بھی آپ سے پیچ لڑائیں گے۔

چچا : (امامی کو آنکھ مار کر) کیوں کیسی کہی۔ بس اب پی لو دوا (چچا چار پائی پر چڑھ کر للو کو سہارا دے کر اٹھاتے ہیں۔ امامی سے دوا کا پیالہ لے کر للو کے منہ کو لگاتے ہیں۔

چچا : ارے پاجی پانی تو لا۔ اچھا تو رہنے دے میں خود لاؤں گا پانی۔ تو یہ پیالی تھام (پیالی امامی کو دے کر اور للو کو لٹا کر پانی لینے جاتے ہیں۔ للو ٹھنکنے لگتا ہے۔ (پانی لا کر) لو بس آ گیا میں (پانی کا کٹورا للو کے منہ کو لگا دیتے ہیں اور کلی کے لیے دوا کی پیالی دوسرے ہاتھ میں تھام لیتے ہیں) بس اب پی لو دوا۔ اور کلی کر کے انار کے دانے کھا لو۔

ننھا : (کٹورے کو دیکھ کر) مگر یہ تو پانی ہے۔

چچا : (امامی سے) اندھا ہو گیا ہے۔ اس وقت سے کھڑا دیکھ رہا ہے اور کہتا نہیں کہ میاں دوا نہیں پانی ہے۔ احمق۔ حرام خور۔

امامی : میاں میں۔

چچا : چپ رہ میاں کا بچہ۔ ہم خوب جانتے ہیں۔ یہ سب تم لوگوں کی سازش ہے۔ سارا گھر ایک طرف ہو جاتا ہے۔ مگر ہم کوئی میدان چھوڑ کر بھاگنے والوں میں نہیں۔ سب کو دکھا دیں گے کہ یوں کرتے ہیں تیمارداری۔ لاؤ دوا کی پیالی (للو کو دوا پلاتے ہیں۔)

ننھا : یہ تو کڑوی ہے (تھوکتا ہے) یہ تو کڑوی ہے۔ اماں اماں (رونے لگتا ہے)

چچی : (باہر سے) آئی بچے۔

(اتنے چچی آئی للو رو رو کر برا حال کر لیتا ہے ہچکی بندھ جاتی ہے۔ چچا کے ہاتھ پاؤں پھولے جا رہے ہیں۔ کبھی پنکھا کرتے ہیں۔ کبھی للو کے پاؤں سہلاتے ہیں۔ کبھی گھبراہٹ میں گھڑی اٹھا کر اس کے کان کو لگا دیتے ہیں۔ پھر

NOS\NOTE1.tif not found.

تھک کر سراسیمہ نظروں سے اسے دیکھتے ہیں۔ کچھ کہنا چاہتے ہیں پھر رک جاتے ہیں۔ آگے بڑھ کر بچے کو لپٹاتے ہیں۔ منتیں کرتے ہیں۔ بائیں دروازے کی طرف دیکھ کر زور زور سے)

سراسیمہ: خوف زدہ

چچا : اب ہم نے تو دوا میں کڑواہٹ ملا نہیں دی۔ ایسی ہی ہوتی ہیں ان ڈاکٹروں کی دوائیں۔ ہمارا کوئی قصور ہو تو ہم ذمہ دار۔ یوں اماں ہی کے بلانے کو جی چاہ رہا ہو تو تم جانو (للو اور زور سے روتا ہے)

چچی : (اندر آتی ہیں۔ پانوں کی ڈبیا ہاتھ میں ہے۔ بٹوا اور ڈبیا میز پر رکھ دیتی ہیں اور للو کے سرہانے بیٹھ کر) لو بس میں آ گئی (للو کا سر اپنی گود میں رکھ کر سہلانے لگتی ہیں) بس میرا لال۔ لو کلی کر لو (امامی کا کٹورا لے کر للو کو پانی پلاتی ہیں۔ للو کلی کرتا ہے)۔

چچا : ہونہہ (ڈبیا اٹھا کر پان کھاتے ہیں) رٹ ہی لگ جائے ماں کی تو تیمار دار غریب کیا کرے (تمبا کو اور چھالیہ نکال کر پھانکتے ہیں)

چچی : (للو کے ماتھے پر ہاتھ پھیر کر) اے ہے اسے تو ضعف کا دورہ پڑ گیا ہے۔ پنڈا ٹھنڈا ہوا جا رہا ہے۔ رنگت تو دیکھو کیسی پیلی پڑ گئی۔ ارے دودھ لاؤ دودھ۔

امامی : ابھی لایا۔

چچی : نعمت خانے میں رکھا ہے بالائی ہٹا کر لانا۔

چچا : (امامی کو روک کر) تو رہنے دے۔ ہم خود لائیں گے۔

چچی : نہیں بس رہنے دو۔ یہی لے آئے گا۔

چچا : (پیک منہ میں بھرے) اوں اوں (سر کے اشارے سے منع کرتے ہیں۔)

نعمت خانے میں سے دودھ کی پتیلی نکالتے ہیں۔ دودھ انڈیلنے لگتے ہیں۔ بالائی ہٹانے کے لیے پھونک جو مارتے ہیں تو ساری پیک دیگچی کے اندر چلی جاتی ہے۔ نہایت پریشان ہیں۔ دیگچی کو بڑے غور سے دیکھتے ہیں پھر ادھر ادھر دیکھتے ہیں۔ سب اپنے اپنے کام میں ہیں۔ دیگچی رکھ کر داڑھی کھجاتے ہیں۔ پھر غور سے دیگچی کو دیکھتے ہیں۔ چارپائی کی طرف بڑھتے ہیں پھر لوٹ جاتے ہیں۔ دیگچی کو نعمت خانے پر رکھ کر جلدی سے بائیں ہاتھ کے دروازے میں گھس کر اندر سے کنڈی چڑھا لیتے ہیں۔

چچی : ارے امامی وہ دودھ نہیں آئے گا۔ ذرا جا تو۔

امامی : ابھی لایا (دودھ کی پتیلی کو دیکھ کر) یہ تو چائے ہے۔

چچی : ہئی ہے! پیک۔

(چچا دروازہ کھول کر باہر آتے ہیں اور دودھ کی پتیلی اٹھا کر اندر گھس جاتے ہیں۔)

(پردہ)

NOS\NOTE2.tif not found.

9.2 متن کی تشریح (پہلا حصہ)

ابتداء سے..تو پھر روکا کس نے ہے۔)

1. اس سبق کے شروع میں ہی آپ ''کردار'' لکھا ہوا ملے گا۔ ''کردار'' جسے انگریزی میں ''کیرکٹر'' کہتے ہیں جو کسی ڈرامہ کے پلاٹ کو اسٹیج پر ادا کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے شروع میں ہی ان چھ اشخاص کے نام پڑھے جو اس مزاحیہ ڈرامے کے کردار ہیں۔ ان میں سب سے اہم اور مزاحیہ کردار ''چچا'' کا ہے۔
2. ''ہمچو من دیگرے نیست'' یہ فارسی زبان کا ایک مقولہ ہے جس کے معنی ہیں ہمارے جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے۔
3. ''دل مار کر جھکا بیٹھا رہا۔'' مجبوراً اپنے اوپر ضبط کر کے برداشت کرتا رہا۔

9.3 زبان کے بارے میں

عموماً عورتوں کی زبان یا ان کی بول چال میں وہ الفاظ شامل ہو جاتے ہیں جو مردوں کے یہاں نہیں ہوتے۔ چنانچہ اسی لیے بیگماتی محاورات روزمرہ کا ذکر اہل زبان نے کیا ہے اس طرح امتیاز علی تاج نے ''چچی'' کی زبان سے اس طرح کے کچھ بیگماتی ''الفاظ محاورات اور روزمرہ ادا کرائے ہیں مثلاً۔

''گھر اٹھاؤں۔ ہنڈیا چولھا کروں یا بیمار کی پٹی سے لگی بیٹھی رہوں۔''

''میرے چاند! میں ابھی آئی۔''

''نگوڑے۔ موئے۔'' وغیرہ۔

متن پر سوالات 9.1

درست جواب پر صحیح کا نشان لگائیے۔

1. ''کردار'' انہیں کہتے ہیں جو۔
   - (i) اسٹیج کے پردے اور دوسرے سامان فراہم کرتے ہیں۔
   - (ii) ڈرامے کے پلاٹ کو اسٹیج پر ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔
   - (iii) ڈرامے کے آخری سین میں جو کچھ دکھایا جائے۔
   - (iv) ڈرامہ لکھنے کے لیے جو مخصوص انداز اختیار کیا جاتا ہے۔
2. ''ہڈی چڑا ہو رہا ہے۔'' اس کا مطلب ہے۔
   - (i) جسمانی طور پر طاقتور ہو رہا ہے۔

(ii) بہت دبلا اور کمزور ہو رہا ہے۔

(iii) جسم کی ہڈی بڑھتی جا رہی ہے۔

(iv) ایک جسمانی بیماری کا نام ہے۔

3. ''ہمچو من دیگرے نیست'' کے معنی ہیں۔

(i) دوسرے کو تکلیف نہ دو۔

(ii) دنیا میں اپنا کوئی نہیں

(iii) ہمارے جیسا کوئی دوسرا نہیں۔

(iv) ہر انسان بھائی ہے۔

9.4 متن کی تشریح (دوسرا حصہ)

ڈپٹی صاحب نے مہینوں میرے ابا کی خوشامد............ بڑے حسین نشان لگائے ہیں گدھے کے بچے۔''

1. ''زبان دے چکے تھے۔'' ''زبان دینا'' محاورہ ہے جس کے معنی ہیں ''وعدہ کر لینا''

2. ''گھس کھدے بھی نہیں تھے'' ایسے بھی حقیر اور گئے گذرے بھی نہیں تھے۔

3. ''گویا یوسف ثانی تو آپ ہی ہیں۔'' یوسف علیہ السلام ایک پیغمبر تھے جو نہایت خوبصورت تھے۔حسن یوسف ایک تلمیح ہے۔ یہاں پر چچی نے چچا کو طنزیہ طور پر یوسف ثانی کہا ہے۔

4. ''پتھر تلے ہاتھ ہیں'' کسی بہت بڑے دباؤ میں آ کر کے بے بس ہو جانا۔ یہ بھی اردو زبان کا ایک محاورہ ہے۔

5. ''چپ شاہ کا روزہ نہیں رکھتی تو سب کو پکار پکار کر گھر بھر کر سر پر اٹھاتی۔''

اگر میں خاموش رہنے کا عہد نہ کر چکی ہوتی تو شور شرابہ کر کے گھر بھر کو پریشان کرتی۔

9.5 زبان کے بارے میں

''حسن یوسف'' اردو زبان کی ایک تلمیح ہے۔

تلمیح کی تعریف۔ نظم یا نثر میں کسی مشہور واقعہ یا کسی مذہبی روایت کی طرف اشارہ کرنے والے لفظ کو تلمیح کہتے ہیں۔ تلمیح کے الفاظ بظاہر مختصر ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے پیچھے وہ پورا قصہ ہوتا ہے جس کی طرف شاعر یا نثر نگار اشارہ کرنا چاہتا ہے۔ تلمیح کے پیچھے جو واقعہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس کو جانے بغیر نظم یا نثر کا مطلب پوری طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

اردو زبان میں تلمیحات کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ حضرت یوسف علیہ سے متعلق ذہن نشین کر لیجیے۔

NOS\NOTE2.tif not found.

ماہ کنعاں، چاہ کنعاں۔ یہ مخفف ہے جس کے معنی ہیں۔حضرت یوسفؑ کے

''لاحول ولاقوۃ'' یہ مخفف ہے 'لاحول ولاقوۃ الا باللہ' جس کے معنی ہیں۔نہیں ہے کوئی طاقت اللہ کے سوا۔مگر حقارت ونفرت کے اردو بولنے والے اس کا استعمال کرتے ہیں۔

متن پر سوالات 9.2

ان میں سے درست جواب پر صحیح کا نشان لگائیے۔

1. ''لاحول ولاقوۃ'' اکثر ایسے موقعوں پر کہتے ہیں جب۔
   - (i) کسی سے بہت خوش ہوتے ہیں۔
   - (ii) کسی کی تعریف کرنی مقصود ہوتی ہے۔
   - (iii) کسی بات پر نفرت اور حقارت کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔
   - (iv) کسی کے لیے دعا کرنی ہوتی ہے۔

2. ''زبان دے چلے تھے'' کا مطلب ہے۔
   - (i) کسی بات کے لیے وعدہ کرلیا تھا۔
   - (ii) کسی سے بہت لگاؤ تھا۔
   - (iii) کسی کے ساتھ بے وفائی کی تھی۔
   - (iv) کسی کے لیے قربانی پیش کرنا۔

3. آپ کا یہ سبق نثری اصناف کے اعتبار سے۔
   - (i) انشائیہ ہے۔
   - (ii) سوانح عمری ہے۔
   - (iii) افسانہ ہے۔
   - (iv) طنز ومزاح ہے۔

9.6 متن کی تشریح (تیسرا حصہ)

1. ''اپنے آپ کو بقراط سمجھتا ہے۔'' 'بقراط' ایک مشہور حکیم کا نام ہے۔ یہاں مراد قابل اور پڑھے لکھے شخص سے ہے۔
2. ''دعوے دیکھو مسیحائی کے''۔اس جملہ میں ایک تلمیح کی طرف اشارہ ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ کے اس معجزہ کی طرف

NOS\NOTE1.tif not found.

اشارہ کیا گیا ہے جس میں وہ مردوں کو زندہ اور بیماروں کو شفا بخشتے تھے۔ اسی لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''مسیحا'' کہا جاتا ہے۔

3. ''ہم کوئی میدان چھوڑ کر بھاگنے والوں میں سے نہیں ہیں۔''

ننھے کو دوا پلانے کے سلسلہ میں چچا بڑے فخریہ انداز سے گھر والوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ ہم ہار مان کر پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہیں۔ ''میدان چھوڑ کر بھاگنا'' ایک محاورہ ہے۔ جس کے معنی شکست کھا کر بھاگ جانا۔

4. ''چچا کے ہاتھ پاؤں پھولے جا رہے تھے۔'' ''ہاتھ پاؤں پھولنا'' محاورہ ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ ''گھبراہٹ طاری ہونا۔'' بیمار بچے للو نے جب رو رو کر اپنا برا حال کر لیا تو چچا میاں گھبرا گئے کہ اب میں کیا کروں۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے۔

9.7 زبان کے بارے میں

1. آپ کے سبق میں حضرت عیسیٰ علیہ کو ''مسیحا'' کہا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ کو ''ابنِ مریم'' بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی مریم کا بیٹا۔ انہیں سے متعلق یہ دوسری تلمیح ہے۔ غالبؔ کا یہ شعر آپ نے پڑھا ہوگا۔

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

متن پر سوالات 9.3

درست جواب پر صحیح کا نشان لگائیے۔

1. ''مسیحا'' ان میں سے کس کو کہتے ہیں؟
   - (i) حضرت یوسف علیہ السلام کو۔
   - (ii) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔
   - (iii) حضرت موسیٰ السلام کو۔
   - (iv) حضرت خضر علیہ السلام کو۔

2. ''ہاتھ پاؤں پھول جانے کے معنی ہیں۔''
   - (i) صحت مند ہونا۔
   - (ii) بیمار ہو جانا۔
   - (iii) گھبرا جانا۔

(iv) جسم کا وزن بڑھ جانا۔

3. امتیاز علی تاج ایک بہترین

(i) افسانہ نگار ہیں۔

(ii) مزاح نگار ہیں۔

(iii) تنقید نگار ہیں۔

آپ نے کیا سیکھا

1. طنز و مزاح کسے کہتے ہیں۔
2. طنز و مزاح سے کس طرح سماجی خرابیوں کو ابھار کر مثبت کام کیا جا سکتا ہے۔
3. طنز و مزاح میں کیا فرق ہے۔
4. ہم طنز و مزاح سے کس طرح لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔
5. سماجی خدمت کا جذبہ ہوا ہوا۔
6. 1- بیمار کی تیمارداری کرنا ہر صحت مند انسان کا فرض ہے۔ ہمیں اپنے اندر جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ گھر اور پاس پڑوس کے بیمار لوگوں کی تیمارداری ثواب اور خدمت کے جذبے سے کرنی چاہیے۔
7. 2- تیمارداری عورت اور مرد، لڑکے اور لڑکیاں سبھی کر سکتے ہیں۔ اس میں جنس کی قید نہیں ہے۔ اور نہ یہ کام ایسا ہے کہ اسے عورت نہ کر سکے۔ بلکہ گھر میں تو ایک لڑکا اپنی، بہن، ماں، پھوپھی، چچی، داری، خانہ، ممانی وغیرہ رشتے داروں کی تیماری بغیر کسی رکاوٹ کے کر سکتا ہے۔ اور ایک لڑکی بھائی، باپ، بچا، دادا، ماموں، خالو، پھوپھا وغیرہ کی تیمارداری کر سکتی ہے۔ لیکن گھر سے باہر محلے اور پڑوس میں اگر پردے کا لحاظ و خیال ہو تو عورت، عورت کی، مرد، مرد کی تیمارداری کر سکتا ہے۔ تیمارداری کرنے میں مذہب، ذات، پات، بڑے چھوٹے یا امیر غریب کی تفریق نہیں کرنی چاہیے بلکہ پورے جذبہ اور خلوص کے ساتھ بغیر تفریق کے تیماری داری کرنی چاہیے۔
8. سبق میں آئی ہوئی تلمیحات سے واقفیت ہوئی۔
9. تلمیح کسے کہتے ہیں۔
10. محاورات کے معنی کو سمجھ کر جملوں میں استعمال کرنا آیا۔

9.8 اسلوب بیان

امتیاز علی تاج کو مزاحیہ فیچر لکھنے پر عبور حاصل ہے۔ انہوں نے بچوں کے لیے آسان اور مزاحیہ انداز میں بہت کچھ لکھا ہے۔ ان

NOS\NOTE1.tif not found.

کے اسلوب بیان میں چبھتے ہوئے طنز اور کھلکھلا کر ہنسنے والے مزاحیہ جملے خاص خوبیوں کے حامل ہیں۔

انہوں نے اپنی تحریر میں عورتوں کی زبان، بچوں کی زبان، درباری زبان، کے بہترین نمونوں کے ساتھ ساتھ تلمیحات اور محاوروں کا بہترین استعمال کیا ہے۔

9.9 مزید مطالعہ

1. امتیاز علی تاج کے اسلوب بیان پر مختصر نوٹ لکھیے۔
2. ''چچا چھکن نے تیمارداری کی'' ڈرامہ کی شکل میں ایک مزاحیہ فیچر ہے۔ اس کے کردار اور ان کے کام کے متعلق تھورا ذکر کر کے بتائیے کہ ان میں سب سے اچھا کردار آپ کو کون سا لگا۔
3. سبق میں آئے ہوئے محاورات کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

متن پر سوالات کے جوابات

9.1 .1 (i) (×)

(ii) (✓)

(iii) (×)

(iv) (×)

.2 (i) (×)

(ii) (✓)

(iii) (×)

.3 (i) (×)

(ii) (×)

(iii) (✓)

(iv) (×)

9.2 .1 (i) (×)

(ii) (×)

(iii) (✓)

(iv) (×)